جرس کارواں

مغربی ممالک میں مسلمانوں کے پرسنل لاء کے تحفظ کے لیے جدوجہد

ورلڈ اسلامک فورم نے مہم شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا

ورلڈ اسلامک فورم نے مغربی ممالک میں مسلمانوں کے جداگانہ پرسنل لاء کا حق تسلیم کرانے کے لیے جدوجہد شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں مختلف حلقوں، جماعتوں اور اداروں سے رابطہ قائم کرنے کے لیے مولانا مفتی برکت اللہ، جناب منصور ملک، مولانا شعیب احمد سلہٹی، مولانا عادل فاروقی اور فیض اللہ خان پر مشتمل رابطہ کمیٹی قائم کر دی ہے۔ یہ فیصلہ گزشتہ روز ورلڈ اسلامک فورم کے ایک سیمینار میں کیا گیا جو "مغربی ممالک میں مسلم پرسنل لاء" کی اہمیت کے عنوان پر دار الامہ ایسٹ لندن میں فورم کے چیئرمین مولانا محمد عیسیٰ منصوری کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ سیمینار کے مہمانان خصوصی میں ڈھاکہ کے بزرگ عالم دین مولانا محی الدین خان، پنجاب اسمبلی کے رکن مولانا منظور احمد چنیوٹی، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی اور ماہنامہ الرشید لاہور کے مدیر مولانا حافظ عبد الرشید ارشد شامل تھے جبکہ شرکاء میں دیگر علماء کرام اور دانش وروں کے علاوہ مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی، مولانا ابوبکر سعید، ڈاکٹر نذر الاسلام بوس، مولانا خورشید احمد گنگوہی، ڈاکٹر عبد الرحیم بلوچ، قاضی صادق الوعد، رفعت لودھی اور مولانا قاری محمد عمران خان جہانگیری بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

مولانا محی الدین خان نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پرسنل لاء میں اپنے مذہبی احکام و قوانین پر عمل کا ہر قوم کو حق حاصل ہے مگر اس وقت صورت حال یہ ہے کہ جن ممالک میں مسلمان اقلیت میں ہیں، وہاں ان کے پرسنل لاء میں جداگانہ تشخص کو تسلیم کرانے کی ضرورت واہمیت کے ساتھ ساتھ خود مسلم ممالک میں، جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں اور مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہیں، وہاں بھی پرسنل لاء میں مسلمانوں کے مذہبی احکام خطرہ میں پڑ گئے ہیں اور بین الاقوامی قوانین کے ساتھ ہم آہنگی کے عنوان سے قرآن وسنت کے احکام کو تبدیل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جیسا کہ ترکی میں عملاً ہو چکا ہے اور قاہرہ اور بیجنگ کی خواتین کانفرنسوں کے فیصلوں کے حوالہ سے بنگلہ دیش اور دیگر مسلم ممالک میں اسلامی پرسنل لاء کو تبدیل کرنے کے لیے مسلسل دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنگلہ دیش کی صورت حال یہ ہے کہ این جی اوز یاجوج ماجوج کی فوج کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی ہیں جو زندگی کے کم وبیش سب شعبوں میں مداخلت کر رہی ہیں اور مختلف حوالوں سے خواتین کو ابھار کر نکاح وطلاق اور وراثت کے بارے میں اسلامی احکام وقوانین کے خلاف نفرت پھیلانے میں مسلسل مصروف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کا شاہ بانو کیس سب کے سامنے ہے مگر بنگلہ دیش میں بھی ہائی کورٹ نے کومیلا کی ایک طلاق یافتہ خاتون کے کیس میں فیصلہ دے دیا کہ اسے ساری عمر سابقہ خاوند کی طرف سے نان ونفقہ ملے گا۔ اس کیس کی پیروی این جی اوز نے کی مگر علماء کرام نے شریعت کونسل قائم کر کے اس کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی اور بالآخر سرکردہ علماء کرام سے شرعی موقف سننے کے بعد سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ ہائی کورٹ کا فیصلہ قرآن وسنت کے احکام کے منافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جن ممالک میں مسلمان اقلیت میں ہیں، وہاں انہیں جداگانہ پرسنل لاء کا حق دلوانے کی جدوجہد ضروری ہے مگر مسلم اکثریت کے ممالک میں بھی نکاح وطلاق اور وراثت کے اسلامی احکام کا تحفظ ضروری ہے اور ورلڈ اسلامک فورم کو اس سلسلہ میں پورے عالم اسلام کی مجموعی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے سنجیدہ جدوجہد کا آغاز کرنا چاہیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں تمام اقلیتوں کو دستور کے تحت پرسنل لاء میں اپنے مذہبی احکام وقوانین پر عمل درآمد کا حق دیا گیا ہے اور تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام نے پاکستان بننے کے بعد ہی متفقہ طور پر اس کا اعلان کر دیا تھا اور دستور پاکستان میں اس کی ضمانت دے دی گئی ہے۔ اسی طرح ان ممالک کو بھی جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، مسلمانوں کا یہ حق تسلیم کرنا چاہیے اور دستوری طور پر انہیں اس کی ضمانت فراہم کرنی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے بہت سے جائز حق اس لیے بھی حاصل نہیں کر پاتے کہ اس کے لیے مشترکہ جدوجہد کا اہتمام نہیں ہوتا اور باہمی خلفشار کی وجہ سے مسلمان اپنے حقوق سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس لیے برطانیہ کے علماء کرام اور دینی جماعتوں کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔

مولانا زاہد الراشدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ برطانوی حکومت نے اس دور میں جبکہ برصغیر پاک وہند پر مغل حکومت کے خاتمہ کے بعد وہاں اسلامی قوانین اور عدالتی نظام کو ختم کر کے انگریزی نظام اور قوانین نافذ کیے تھے، اس دور میں بھی نکاح وطلاق اور وراثت میں مسلمانوں کے جداگانہ تشخص کو برقرار رکھا تھا۔ اس لیے اب بھی برطانوی حکومت کو اپنے ملک میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے پرسنل لاء میں جداگانہ تشخص کا اعلان کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہونا چاہیے۔ البتہ اس کے لیے علمی اور فکری بنیاد پر سنجیدہ اور مسلسل محنت کی ضرورت ہے۔

معروف قانون دان جناب منصور ملک نے سیمینار سے خطاب کرتے